کیا جہنم فنا ہوجائیگی؟

(از مولوی سید نظیر الحسن صاحب سہسوانی متعلم جماعت ہفتم مدرسہ رحمانیہ)

(۲)

إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ استدلال یوں کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں خدائے قدوس چاہیگا کفار کو جہنم سے نکالدیگا اور جہنم کو فنا کردیگا۔ جواب: اسکی تفسیر میں علماء کے تیرہ قول ہیں۔ اور ان سب میں زیادہ صحیح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی تفسیر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاگرد ہوگا وہ قرآن پاک کے رموز وغوامض سے زیادہ واقف ہوگا اور اسکی تفسیر زیادہ معتبر ہوگی بہ نسبت اس شخص کے جسکا زمانہ آپ کے بہت بعد ہو۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تمام کفار کا اخراج نہیں ہے بلکہ ان مسلمانوں کا اخراج ہے جن کے پاس کوئی نیکی نہیں رہی تھی۔ اور وہ اپنی سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں بھیجدیئے گئے"۔ ان آیات کے بعد یہ لوگ اپنا روئے سخن چند آثار کیطرف متوجہ کرتے ہیں جن میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جہنمی ایک زمانہ کے بعد جہنم سے نکالدیئے جائینگے۔ بعض کا ماحصل یہ ہے کہ جہنم کے دروازے کھولدیئے جائینگے۔ ان آثار کا جواب دو طرح ہوسکتا ہے۔ اول تو یہ کہ ان کی صحت میں کلام ہے ناقدین نے اسکے راویوں کو بہت ضعیف لکھا ہے۔ اور یہ احادیث کی معتبر کتابوں (سنن اربعہ وصحیحین) میں نہیں پائے جاتے۔ ان کو تفاسیر والوں نے نقل کیا ہے اور تفسیر والے موضوع روایات کو بھی نقل کردیا کرتے ہیں۔ تو یہ ان احادیث کے مقابلہ میں جن کو بخاری ومسلم نے نقل کیا ہے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام کا قول وفعل اسی وقت تک ہمارے لئے حجت ہے جب تک کہ حضور سے اس کے خلاف مروی نہ ہو جب آپ کے اقوال سے صحیح طور سے ثابت ہوگیا کہ جہنم ہمیشہ باقی رہیگی اس کو فنا نہیں ہے تو صحابہ کرام کے اقوال ہمارے لئے حجت نہیں ہوسکتے۔ دوسرے ان آثار میں یہ کہا گیا ہے کہ ایک زمانہ کے بعد اہل نار نار سے نکالدیئے جائینگے یہ قضیہ مہملہ ہے کمیت افراد کا بیان نہیں ہے اور علم منطق میں ثابت ہوگیا ہے کہ قضیہ مہملہ حکم میں جزئیہ کے ہوتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ تمام جہنمی جہنم سے نہیں نکالے جائینگے بلکہ بعض جہنمیوں کو نکالدیا جائیگا اور یہ وہی مسلمان جہنمی ہونگے جو اپنے اعمال بد کی وجہ سے دوزخ میں گئے تھے جب ان کی سزا پوری ہوجائیگی تو ان کو جنت میں داخل کردیا جائیگا۔ ایک عقلی اعتراض یہ ہوتا ہے کہ بندہ گناہ متناہی وقت میں کرے اور اس کو سزا غیر متناہی زمانہ تک دیجائے یہ خلاف رحمت بلکہ ظلم ہے۔ قائل کو معلوم ہونا چاہیئے کہ باری تعالیٰ کا ان کو ہمیشہ جہنم میں رکھنا ظلم نہیں ہے بلکہ یہی عین حق ہے اور ان کے اعمال کی پوری سزا دینی ہے کیونکہ جب تک کافر دنیا میں رہا کبھی اس کی زبان سے کلمہ حق نہیں نکلا اسلئے اسکی سزا بھی ایسی ہی ہونی چاہیئے جو کبھی موقوف نہ ہو۔ جہنمیوں کے متعلق قرآن پاک میں دو قسم کے الفاظ آئے ہیں بعض آیتوں میں فرمایا گیا ہے هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ خلود کے معنی مکث طویل کے ہوتے ہیں مگر بوقت قرینہ اس کے معنی دوام واستمرار کے بھی آتے ہیں۔ بعض آیتوں میں فرمایا گیا ہے خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا۔ یہاں پر خلود کے ساتھ اَبَد کا لفظ بھی ہے تو اس جگہ پر اَبَد کے معنی بعینہ خَالِدِینَ کے

نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اس صورت میں لازم آئیگا کہ جس چیز کو ہم پہلے حاصل کر چکے ہیں پھر اسی کو حاصل کریں اور یہ عبث ہے۔ دوسرے یہ لازم آئیگا کہ کلام ربانی میں تکرار شئی بھی ہو حالانکہ کلام خداوندی اس سے مبرا و منزہ ہے۔ پس ماننا پڑیگا کہ کہ ابد کے معنی وہ نہیں ہیں جو خلود کے ہیں۔ کیونکہ ایک قضیہ دائمہ ہے دوسرا مطلقہ عامہ۔ یعنی جہاں پر ابد کا لفظ نہیں آیا ہے وہاں مشیت کی قید لگا سکتے ہیں۔ جہاں لفظ ابد موجود ہے یعنی دائمہ ہے اسکو مطلقہ عامہ نہیں بتاسکتے کیونکہ یہ آپس میں نقیضین ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ابد کے معنی وہ نہیں ہیں جو خلود کے ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور کوئی معنی ہیں۔ صاحب قاموس نے ابد کے معنی اس طرح بیان کئے ہیں کہ وہ دھر طویل جسکی انتہا نہیں ہو۔ جہاں سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں جس جگہ جہنمیوں کے متعلق خالدین فیہا ابدا فرمایا گیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم سے کبھی نکلینگے اور نہ کبھی جہنم فنا ہوگی اسکے علاوہ اور کوئی مطلب نہیں ہوسکتا۔ اور مشیت کا تعلق صرف ممکن ہی سے ہے اور کسی سے نہیں اور آیت مذکورہ میں قید مشیت لگانا غلط ہے جسطرح کہ پہلے ثابت ہوچکا اور جسطرح آیت مبارکہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا کسی مشرک کو نہیں بخشیگا اور مشرک کے علاوہ جسکو چاہیگا بخشدیگا اور یہ مسلم مسئلہ ہے کہ مشیت کا تعلق وجود کے ساتھ ہوتا ہے نہ عدم کے ساتھ کیونکہ کسی عدمی پر کوئی حکم مترتب نہیں ہوسکتی لہذا اس آیت میں لِمَنْ یَّشَآءُ (جسکو چاہیگا) کا تعلق صرف یَغْفِرُ (بخشدیگا) سے ہوگا نہ لَا یَغْفِرُ (نہیں بخشیگا) سے یعنی خدا کی مشیت کا تعلق مَا دُوْنَ ذٰلِکَ (علاوہ مشرک کے) سے ہے نہ یُّشْرَکَ (شرک کیا جانا) سے وہ مشرک کو نہیں بخشیگا جب بھی [illegible] کسی کو بخشیگا۔ اس مطلب کے نہ ماننے کی صورت میں ایک تو امر مسلم کا انکار اور دوسرے محال لازم آئیگا جو باطل ہے۔ کیونکہ عدم کا تعلق باری تعالیٰ سے ہے یعنی عدم قدیم ہے جس طرح کہ حدیث میں آتا ہے کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئٌ اور وجود کا تعلق ممکنات سے ہے یعنی حادث ہے تو صورت مذکورہ میں لازم آئیگا کہ عدم (جو کہ قدیم ہے) کا تعلق وجود (جو کہ حادث ہے) سے ہو یعنی عدم کا حادث ہونا لازم آئیگا جس کی قدامت ثابت ہوچکی ہے اور (نعوذ باللہ) آنحضور کے فرمان کا جھوٹا ہونا لازم آئیگا جو کہ باطل ہے۔ اس آیت کے بعد فرمایا گیا۔ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰىہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ یعنی جو شخص بھی شرک کریگا اس پر جنت حرام ہے وہ اس میں داخل نہ ہوگا۔ دوسری آیت میں یہانتک آگیا ہے کہ جب جہنمی جنتیوں کو عیش میں دیکھیں گے تو کہینگے کہ کچھ پانی اور میوے ہمیں بھی دو تاکہ ہم بھی کھائیں اس کے جواب میں جنتی یہی کہیں گے کہ ہم تمکو یہاں کی کوئی چیز بھی نہیں دینگے کیونکہ ان کو خدا نے کفار پر حرام کردیا ہے دوسری جگہ فرمایا گیا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَہُمْ وَلَا لِیَہْدِیَہُمْ طَرِیْقًا اِلَّا طَرِیْقَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَآ اَبَدًا ۝ یعنی کفار کی بخشش کسی صورت میں نہیں ہوسکتی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم میں پڑے رہیں گے۔ اس آیت میں ابدا کا لفظ بھی آگیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ دوزخ فنا ہوگی اور نہ اس کے باشندے نکالے جائینگے بلکہ وہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت آیتیں ہیں جن کو بوجہ خوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے اس مقام پر اعتراض مشیت بھی نہیں وارد ہوسکتا کیونکہ مشیت کا مصداق قضیہ مطلقہ عامہ ہی ہوسکتا ہے نہ دائمہ ابدیہ۔ پس معلوم

ہوا کہ دوزخ پر کبھی عدم طاری نہ ہوگا۔ دوسری جگہ فرمایا اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰھُمُ النَّارُ کُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْھَا اُعِیْدُوْا فِیْھَا وَقِیْلَ لَھُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ ٥ یعنی نافرمانوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جب وہ جہنم سے نکلنے کا ارادہ کرینگے اسی میں لوٹا دیئے جائینگے اور اُنسے کہا جائیگا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلاتے تھے اس کو آج چکھو۔ یہ قضیہ موجبہ کلیہ ہے جو ہر زمان اور ہر مکان کو شامل ہوتا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی زمانے میں بھی اپنی جگہ سے جدا نہیں ہو سکتے بلکہ جس زمانہ میں بھی وہ جہنم سے نکلنے کا ارادہ کرینگے اسی میں وہ دھکا دیئے جائینگے۔ مشیت کی نفی پہلے ہو چکی یہاں پر ان کے خود نکلنے کی بھی نفی ہوگئی یعنی وہ لوگ نہ بوجہ مشیت خداوندی دوزخ سے نکلیں گے اور نہ خود ہی نکل سکتے ہیں قیدی کے جیل خانے سے نکلنے کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں یا تو افسر اعلیٰ نکالدے یا خود نکل بھاگے یہاں پر دونوں صورتوں کی نفی ہوگئی جب وہ لوگ جہنم سے نہ نکلینگے تو جہنم بھی کبھی فنا نہ ہوگی۔ دوسری آیت میں اس طرح فرمایا گیا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَھُمْ نَارُ جَھَنَّمَ لَا یُقْضٰی عَلَیْھِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْھُمْ مِّنْ عَذَابِھَا یعنی کافروں کے لئے جہنم کا عذاب ہے وہاں نہ ان کو موت ہی آئیگی اور نہ عذاب میں کسی قسم کی کمی کی جائیگی بلکہ افزونی ہی افزونی ہوگی جس طرح فرمایا گیا فَلَنْ نَّزِیْدَکُمْ اِلَّا عَذَابًا ٥ جہنم کے بقا پر بکثرت احادیث مروی ہیں جن میں سے صرف دو چار نقل کرتا ہوں۔ احادیث بھی اس کتاب کی ہیں جس پر امت مرحومہ کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد اگر کسی کتاب کا درجہ ہے تو اسی کا ہے میری مراد اس سے صحیح بخاری شریف ہے۔ نبی صلی[۵۱] اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے یعنے شفاعت ہو چکیگی اس وقت موت کو لایا جائیگا اور اس کو دوزخ و جنت کے درمیان لاکر ذبح کر دیا جائیگا پھر ایک پکارنے والا پکاریگا کہ اے جنتیو! اب تم کو موت نہیں آئے گی اور اے جہنمیو! تم کو موت نہیں آئیگی جس کی وجہ سے جنت والے بہت زائد خوش ہونگے اور جہنم والے بہت زائد غمگین ہو جائیں گے۔ کیونکہ اب دونوں فریقین کو ہمیشہ ہمیش اپنے اپنے مقام میں رہنا ہوگا۔ حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری فرماتے ہیں کہ امام قرطبی نے فرمایا کہ اس حدیث میں تصریح ہے کہ جہنمی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ان کی اقامت ہمیشہ کی ہوگی۔ آنحضورؐ[۵۲] فرماتے ہیں کہ میں شفاعت کرونگا اور یہانتک شفاعت کرونگا کہ جہنم میں سوا ان لوگوں کے جن کو قرآن نے روکدیا یعنی جن کے متعلق فرمایا کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور کبھی نہ نکالے جائینگے اور جن کے متعلق فرمایا اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ اور کوئی باقی نہیں رہیگا۔ اس حدیث سے صراحتًا معلوم ہو گیا کہ ایسے لوگ بھی ہونگے جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور جہنم کبھی فنا نہ ہوگی۔ دوسری روایت میں بہت ہی صراحت سے بتلایا گیا ہے جس میں شک اور تاویل کی مطلق گنجائش نہیں ہے۔ حدیث طویل ہے اسکا ایک قطعہ مع ترجمہ کے نقل کرتا ہوں[۵۳]۔ حتی اذا فرغ اللہ من القضاءِ بین العباد واراد ان یخرج برحمتہ من اھل النار امر الملائکۃ ان یخرجوا من النار من کان لا یشرک باللہ شیئا۔ ممن اراد ان یرحمہ۔ ممن یشھد ان لا الہ الا اللہ فیخرجون من النار۔ ترجمہ یہانتک کہ جب فارغ ہوگا خدا بندوں کے فیصلہ سے اور ارادہ

---

[۵۱] بخاری ج۲ ص۹۶۸ ۔ [۵۲] بخاری ج۲ ص۹۷۱ ۔ [۵۳] بخاری ج۲ ص۱۱۰۷